

مثنوی

زہر عشق

و

خنجر عشق

مصنفہ نواب مرزا صاحب شوق لکھنوی مرحوم و مغفور

مطبوعہ شمس المطابع عثمان گنج حیدرآباد دکن

مثنوی
زہرِ عشق

مثنوی
خنجرِ عشق

مصنفہ جناب نواب مرزا صاحب شوق لکھنوی مرحوم و مغفور

مطبوعہ شمس المطابع عثمان گنج حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھہ قلم سے پہلے حمد رب ودود ٭	کہ ہر ایک جا پہ ہے وہی موجود
ذاتِ معبود جاودانی ہے	باقی جو کچھہ کہ ہے وہ فانی ہے
ہمسر اوس کا نہین ندیم نہین	سب ہین حادث کوئی قدیم نہین
مدح احمد زبان پہ کیونکر آئے	بحر کوزے مین کسطرح سے سمائے
ذاتِ احمد کو کوئی کیا جانے	یا علیؑ جانے یا خدا جانے
مدح حیدر مین کھولے جو دہن	اس سے آگے نہین ہے جائے سخن
کون حیدر کا مرتبہ سمجھا	کوئی بندہ کوئی خدا سمجھا
ہے بنا جب سے گلشن ایجاد	ہوئی ہر شے ہر ایک کو امداد
رنگ خوبی عطا کیا گل کو ٭	نالہ و درد بخشا بلبل کو ٭
ماہ کو نور لطف ہالے کو ٭	چشم نرگس کو داغ لالے کو
راستی کی عطا صنوبر کو ٭	پیچ سنبل کو آب گوہر کو
سختی ساری بتونکے دل مین دی	الفت انسانکے آب و گل مین دی
عشق سے کون ہے بشر خالی	کر دیئے جسنے گھر کے گھر خالی

پڑتے ہین اسمین جان کے لالے
ڈالتا ہے جگر مین تبخالے

جو کہ واقف تھے سب قرینون سے
خاک چھنوائی اُن حسینون سے

اس سے امید رکھنا ہے بیجا
بھائی مجنون سے کیا سلوک کیا

منہ سے کرنے نہ دی فغان اسنے
مارے چُن چُن کے نوجوان اسنے

اس سے جس نے ذرا تپاک کیا
سب سے پہلے اوسے ہلاک کیا

آتش ہجر سے جلاتا ہے
آگ پانی مین یہ لگاتا ہے

مار ڈالا تماش بینون کو
زہر کھلوا دیا حسینون کو

بس مین ڈالے نہ کبریا اسکے
رحم دل مین نہین ذرا اسکے

آغاز داستان

ایک قصہ عجیب لکھتا ہون
داستان غریب لکھتا ہون

تازہ اسطرح کی حکایت ہے
سُننے والونکو جس سے حیرت ہے

جس محلہ میں تھا ہمارا گھر
وہیں رہتا تھا ایک سوداگر

مرد اشراف صاحب دولت
تاجروں میں کمال ذی عزت

غم نہ تھا کچھ فراغ بالی سے
تھا بہت خاندان عالی سے

ایک دختر تھی اُس کی ماہ جبیں
شادی اسکی نہیں ہوئی تھی کہیں

ثانی رکھتی نہ تھی وہ صورت مین
غیرت حور تھی حقیقت مین

سبز نخل گل جوانی تھا
حسن یوسف فقط کہانی تھا

اس سن و سال پر کمال خلیق
چال ڈھال انتہا کی نستعلیق

چشم بد دور وہ حسین آنکھین
رشک چشم غزال چین آنکھین

تھا جو ماں باپ کو نظر کا ڈر
آنکھین بھر کر نہ دیکھتے تھے ادھر

تھی زمانہ مین بے عدیل و نظیر
خوش گلو خوش جمال خوش تقریر

تھا نہ اوس شہر مین جواب اسکا
حسن لاکھون مین انتخاب اسکا

شعر گوئی سے ذوق رہتا تھا
لکھنے پڑھنے کا شوق رہتا تھا

رخ گیسو کی لہر آفت تھی
جو ادا اوسکی تھی قیامت تھی

تھا یہ اوس گل کا جامہ زیب بدن
سادی پوشاک مین تھے سو جوبن

سارا گھر اسپہ رہتا تھا قربان
روح گر مان کی تھی تو باپ کی جان

نور آنکھوں کا دلکا چین تھی وہ
راحت جان والدین تھی وہ

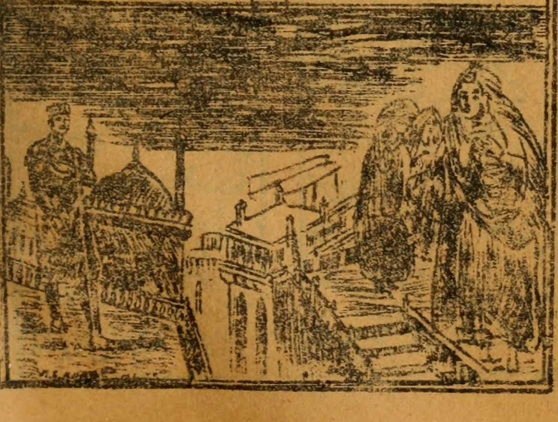
ایک دن چرخ پر جو ابر آیا
کچھ اندھیرا سا ہر طرف چھایا

گھر گیا جب برس کے وہ بادل
قوس تب آسمان پہ آئی نکل

دل میں بیٹھے بیٹھے گھبرایا
سیر کرنے کو بام پر آیا

خفقان دل کا جو بہلنے لگا
ایسطرف اسطرف سے ٹہلنے لگا

دیکھا اک سمت جو اٹھا کے نظر
سامنے تھی وہ دخت سوداگر



ساتھ ہمجولیان بھی تھین دو چار
بام سے کچھ اترتی جاتی ہین
رہ گئی جب اکیلی وہ گلرو ؛؛
ہوئی ہیری جو اسکی چار نگاہ
حال دل کا کہا نہین جاتا
نہوا گو کلام فیما بین ؛؛
تیر الفت جو تھا لگا کاری
سامنے وہ کھڑی تھی ماہ منیر
تاب نظارہ اتنی لا نہ سکا ؛؛
دیکھتا اوسکو بار بار تھا مین
گو مین رو کے ہوئے ہزار رہا
اسی نظارہ سے ہو گئی جب شام
بیٹھی ناحق بھی ہولین کھاتی ہین
گیسو رخ پر ہوا سے ہلتے ہین
سنکے لونڈی کے منہ سے یہ پیغام
اوس کا جلوہ نہ جب نظر آیا
شام سے پھر سحر کی مر مر کے
پڑ گیا غم سے دل مین اک ناسور
دن مین سو بار بام پر جانا

دیکھتی تھین وہ آسمان کی بہار
ٹہلتین آپسمین کرتی جاتی ہین
نگران سیر کو ہوئی سرسو
منہ سے بیساختہ نکل گئی آہ
خوب سنبھلا نہین غش آجاتا
روح قالب مین ہو گئی بیچین
اشک بیساختہ ہوئے جاری
چپ کھڑا تھا مین صورت تصویر
کہ اشارے سے بھی بلا نہ سکا
محو حسن جمال یار تھا مین
دل پہ لیکن نہ اختیار رہا
لائی پاس اُسکے اک کنیز پیام
امان جان آپکی بلاتی ہین ؛؛
چلئے اب دونون وقت ملتے ہین
گئی کوٹھے کے نیچے وہ گلفام
مین بھی روتا ہوا اوتر آیا
شب وہ کاٹی خدا خدا کرکے
یہی اُسدن سے پڑ گیا دستور
دیکھنا بھالنا چلے آنا ؛؛

جب نہ دیکھا دہان پہ وہ گلرو
لاکھ چاہا نہ ہو سکا دل سخت
آخر رہے کچھ دن یہ رنج کے مارے
ہو گئی پھر تو ایسی حالت زار
دل کو تھی غم سے خود فراموشی
نہ رہا دل کو ضبط کا یارا
رنج لاکھوں طرح کا سہتی تھی
ہجر سے غیر ہو گئی حالت
ہوا حیران اپنا بیگانہ
دیکھا ماں باپ نے جو یہ انداز
پوچھا مجھ سے یہ کیا ہے حال ترا

فرط غم سے نکل پڑے آنسو
پے تسکین ہوئی یہ آمد و رفت
زرد رخسار ہو گئے سارے
جیسے برسوں کا ہو کوئی بیمار
لگ گئی لب پہ مہر خاموشی
پھر جہاں پایا دھڑ سے دے مارا
لب تھے خاموش یا شکستہ تھے
غم سے بالکل بدل گئی صورت
جس نے دیکھا مجھے نہ پہچانا
روح قالب سے کر گئی پرواز
کس طرف ہے بندھا خیال ترا



سچ بتا دے کہ درمیان کس کا ہے
رنج کس شعلہ رو کا کہاتے ہو
زرد چہرہ ہے ارغوان کی طرح
کونسی ماہ رو پہ مرتے ہو
یہ کہو مہ جبین ملا ہے کون
کہاتے ہو پیتے ہو نہ سوتے ہو
نہین معلوم کون ہے وہ بالی
میرے بچے کی جو کڑہاے جان
اللہ آمین سے ہم تو یون پالین
تیرے پیچے کی تلخ یون اوقات
پالا کس کس طرح تمہین جانی
روشنی مسجدون مین کرتے تہے
اب جو نام خدا جوان ہوئے
ہان میان سچ ہے یہ خدا کی شان
ہمتو یون پہونک رکہین قدم
ہم یہان رنج و غم مین روتے ہین
یون ستاؤگے جان کر ہمکو
دیکہتی ہون جو تیرا حال زبون
یون تو برباد تو شباب نہ کر

دلہن غم میری جان کس کا ہے
شمع کی طرح پگہلے جاتے ہو
ٹکڑے ہے پوشاک سب ہے کلی کی طرح
سچ کہو کسکو پیار کرتے ہو
تمکو ایسا حسین ملا ہے کون
روز اٹھہ اٹھہ کے شکور روتے ہو
کردیا میرے لال کا یہ حال
ساتھ بار اوسکو مین کرون قربان
آپ آفت مین دلکو یون ڈالین
دن کو دوانا سمجہے اور نہ انکو رات
کون منت تہی جو نہین مانی
جاکے درگاہ چوکی بہرتے تہے
ایسے مختار میری جان ہوئے
تم کرو جان بوجہہ کر ہلکان
آپ دیتے پہرین سر ایک پر دم
آپ غیر و نیم جان کرتے ہین
تہی نہ اس روز کی خبر ہمکو
خشک ہوتا ہے میرے جسم کا خون
مٹی ماں باپ کی خراب نہ کر

کچھ تو کہہ ہم سے اپنے قلب کا حال
کس کا بھایا ہے تجکو حسن و جمال

دل ہوا شیفتہ ترا کس کا
سچ بتا ہے فریفتہ کس کا

کیسا دو دن مین جی نڈھال ہوا
وائے بندی کا کیا یہ حال ہوا

آئینہ تو اٹھا کے دیکھ ذرا
ستّ گیا دو ہی دنمین منہ کیسا

سدھ نہ کھانیکی ہے نہ پینے کی
کونسی پھر امید جینے کی

کسکی الفت مین ہے یہ حال کیا
کچھ نہ مانباپ کا خیال کیا

دلپہ گذرا ہے کیا ملال تو کہہ
منہ سے نا شدنی اپنا حال تو کہہ

یون بنا گر ہو گیا تو سودائی
دور ہوجیگی اس کی رسوائی

ایسے دیوانے سے بھڑ لیگا کون
شادی اور بیاہ پھر کریگا کون

کر دیا کس نے ایسا آوارہ
کہ نہین بنتا اب کوئی چارہ

آگے تو یہ نہ تھا ترا دستور
کس سے سیکھا تو اس طرح کے امید

میرے تو دیکھکر گئے اوسان
لیلی مجنون کے تو نے کاٹے کان

باتین یہ والدین کی سنکر
اور اک قلب پر لگا نشتر

شرم کے مارے منہ کو ڈھانپ لیا
کچھ نہ مانباپ کو جواب دیا

گذرا یان تک تو یہ ہمارا حال
اب بیان اونکا ہوتا ہے احوال

مین تو کھائے ہوئے تھا عشق کا تیر
پر ہوئی اُنکے دل پہ بھی تاثیر

چھلکے آنکھون سے دونون پیمانے
دل لگا آپ ہی آپ گھبرانے

آتش عشق سے اٹھا جو دھوان
باتون باتون مین بڑھ گیا خفقان

گوش فریاد قلب سننے لگے
خود بخود ہاتھ پاؤن دہنے لگے

غم دل کو آگیا جو پسند
ج الفت اُسے ڈبونے لگی
ٹنے طاقت لگی جو روز بروز
غ جو جون جگر کے جلتے تھے
م نالے تھے لب پہ آہ سرد
ن تڑپتا تھا اسکے سینہ مین دل

سونار اتون کا ہو گیا سوگند
ایک اُلجھن سی دلکو ہونے لگی
آتش ہجر ہو گئی دل سوز
اشک گرم آنکھو نسے نکلتے تھے
دل مین ہوتا تھا میٹھا میٹھا درد
جس طرح لوٹے طائر بسمل



ہو گئی جب کمال حالت زار
سچ ہے کسطرح جی اُداس نہو
نہ رُکا اوسکے رو کے سے دل زار
لکھنے پڑہنے سے تھا جو اُسکو ذوق
بھیجا وہ مجھ کو بے خطر نامہ
ایک ماما نے آکے چپکے سے

شب کو رہنے لگا اسے ہی بخار
کوئی ہمراز بھی جو پاس نہو
جی میں باقی رہا نہ صبر و قرار
سوچکر دلمیں اک لکھا خط شوق
ڈر سے لکھا مگر نہ سر نامہ
خط دیا اُنکا ہاتھ میں میرے

کھولکر میں نے جو اُسے دیکھا	کچھ عجب درد سے یہ لکھا تھا

نامہ نازنین دختر سوداگر



ہو یہ معلوم تمکو بعد سلام	غمِ فرقت سے دل ہے بے آرام
اپنے کوٹھے پہ تو نہیں آتا	دل ہمارا بہت ہے گھبراتا
شکل دکھلادے کبریا کے لئے	بام پر آ ذرا خدا کے لئے
اس محبت پہ ہو خدا کی مار	جسنے یوں کردیا ہمیں ناچار
سارے الفت نے کھودئے اوسان	ورنہ یہ لکھتی میں خدا کی شان
اب کوئی اسمیں کیا دلیل کرے	جسکو چاہے خدا ذلیل کرے

جواب نامہ عاشق

پڑھکے مینے لکھا یہ اونکو جواب	کیا لکھوں تمکو اپنا حال خراب
بنگئی یاں تو جان پر میری ::	خوب لی آپ نے خبر میری
ہجر میں مر کے زندگانی کی	اب بھی پوچھا تو مہربانی کی
جب سے دیکھا ہے آپکا دیدار	دل سے جاتا رہا ہے صبر و قرار

روز تپ سے بخار رہتا ہے
تیرے قدموں کی ہوں قسم کھاتا
پوچھتا ہے جو کوئی آکر حال
کہوں کس سے کہانی کو
ہو گئی ہے کچھ ایسی طاقت طاق
...لکے پانی پیا نہیں جاتا
پاتا طاقت جو طالب دیدار
پہونچا جو قسمت سے ترا مکتوب
رنج راحت سے گر بدل جائے
...شتقدمی جو تمنے کی مرے ساتھ
نہیں کچھ اسمیں آپکا ہے قصور
عشق کا ہے اثر مرے واللہ
تم تو وہ لوگ ہوتے ہو جلاد
ہو جائے کسی کا حال برا
نہیں ممکن تمہارا ٹل جائے
...ب مین لکھتا ہون آپکو یہ حضور
...ین غفلت کی تونے گرا کیا ہ
...ر ہے خبر سے میری حالت
...بر آفت عجیب آئی ہے

سر پہ اک جن سوار رہتا ہے
ہوش درد و پھر نہیں آتا
اور ہوتا ہے میرے دلکو ملال
آگ لگ جائے اس جوانی کو
اٹھہ نہیں سکتا بار رنج و فراق
ورنہ حکم آپکا بجا لاتا
بام پر آپ آتا سو سو بار
زندگی کا بندھا ہے کچھ اسلوب
کیا عجب ہے جو دل سنبھل جائے
اسمین ذلت کی کونسی ہے بات
میری الفت کا یہ اثر ہے ضرور
ورنہ تم لگتے نہیں یہہ معاذ اللہ
نہیں سنتے کوئی کرے فریاد
کوئی مرجائے تم کو کیا پروا
دم ہی عاشق کا گر نکل جائے
وصل کی فکر چاہیے ہے ضرور
حال ہوگا میرا کمال تباہ
غم اٹھانیکی اب نہیں طاقت
جان بچ جائے تو خدائی ہے

جان کو کس گھڑی قرار آیا | عشق نے دم لیا بخار آیا
طپش دل سے گر گیا ہوشیار | دہم اُسنے لگے ہزار ہزار
دلکی وحشت نے گر گیا کچھ جوش | وہ بھی جاتے رہے جو آئی تھی ہوش
آشنا دوست آ گئے جو کبھو | جسنے دیکھا نکل پڑے آنسو
درد پہلو کچھ ایسا سر مین ہے | حرکت تک بھی دست غیر مین ہے
جھونٹ سمجھیں اسے حضور نہیں | جان جاتی رہے تو دور نہیں
مر گئے ہم تو رنج فرقت سے | پر خبر کی نہ اپنی حالت سے
اب جو بھیجی یہ آپ نے تحریر | ہے یہ لازم کہ وہ کرو تدبیر
سختیاں ہجر کی بدل جائیں | دلکی سب حسرتیں نکل جائیں
سو یکے خط میں نے یہ کہا اُس سے | جلد اسکا جواب لا اُس سے
پہنچا جب اُس تلک مرا مکتوب | ہنسکے بولی کہ واہ وا کیا خوب

جواب مطلوبہ دختر سوداگر

پھر کیا یہ جواب مین تحریر | کچھ قضا تو نہین ہے دامنگیر
ذکر ان باتون کا یہان کیا تھا | چھیڑنے کو تیرے یہ لکھا تھا
ایسی باتین تھین کب یہان منظور | تھا فقط تیرا امتحان منظور
یہ تو لکھے تھے سب ہنسی کے کلام | ورنہ ان باتون سے مجھے کیا کام
مجکو ایسی تھی کیا تیری پروا | بام پر تو بلا سے آ کہ نہ آ
بات تھی یہ کمال عقل سے دور | جھونٹ لکھنے پہ ہو گئے مغرور
تم پہ مین مرتی کیا قیامت تھی | کیا مرے دشمنون کی حالت تھی
میری جانب سے یہ گمان کیا خوب | جھونٹ جم جم ہے بہت مرغوب

یہ نہ سمجھا کہ ماجرا کیا ہے
کالا دانا ذرا اتر ڈالو ٭
تجھپہ مرتے بھی گر میرے بدخواہ
جان پاپوش سے نکل جاتی
ایسی بات تو نہین ہوتا ہے بدنام
رنج آجاتا ہے اسی کد سے
کیا سمجھکر لکھا تھا یہ مضمون
جی مین ٹھانی ہے کیا بتاؤ تو
مالزادی یہان نہین کوئی
دیکھہ تحریر نقل لائے آپ
طالب وصل جو ہوئے ہم سے
رہی کچھہ روز تو یہی تحریر ٭
ہوگئے اس سے وصال کے اقرار
جو کہا تھا ادا کیا اوس نے
رات بھر میرے گھر مین رہ گئی
بات اسد مکی یاد رہ گئے گا ٭
بگڑے گی جب نہ کچھہ بن آئیگی
پیار کرتی جو تھی وہ غیرت حور
پنجشنبہ کو جاتی تھی درگاہ
یون بھی کوئی کسیکو لکھتا ہے
رائی نون اس سمجھہ پہ کر ڈالو
یون نہ لکھتے کبھی معاذ اللہ
پر طبیعت نہ یون بدل جاتی
اب نہ لکھئیگا اسطرحکے کلام
نہ بڑھے آدمی کبھی حد سے
ایسی ہوتی نہین ہے اتنی بدزبان
خانگی کسبی کوئی سمجھے ہو ٭
جو کرے تم سے گرمیان کوئی
خوب جلدی ہی مرے مین آئے آپ
ہیگا سادہ مزاج جسم تمہ سے
پھر موافق ہوئی میری تقدیر
اوٹھگئی درمیان سے سب تکرار
وعدہ ایک دن دنا کیا اوس نے
صبحکے وقت پھر یہ کہنے لگی
ایکدن وہ مزا بھی چکھئے گا
آپکے پیچھے جان جائیگی
پر کہا ملنے کا اوس نے بہ دستور
وہان سے آتی تھی میرے گھر وہ ماہ

عیش سا ہونے لگے مرے اُنکے
اتفاق ایسا پھر ہوا ناگاہ ؛؛
قطع سب ہو گئے پیام سلام
طبع کو ہو گئی پریشانی ؛؛

غیر جلنے لگے یہ سُن سُن کے
دو مہینے تلک نہ آئی وہ ماہ
نہ رہی شکل راحت و آرام
عقل کو تھی عجب حیرانی



دلکو تشویش تھی یہ حد سے زیاد
تھی نہ مجھسے یہاں کسی کی لاگ
دل میں اسکے یہ کسنے بل ڈالا
کچھ تو ایسا ہوا ہے افسانہ
نہیں معلوم کیا پڑی افتاد
کون ایسا ہے جائے گر اسکے
کیون نہ بیزار ہو نہیں جینے سے

دفعتاً پڑ گئی یہ کیا افتاد
کس نے اسطرح کی لگائی آگ
جو میرے عیش میں خلل ڈالا
جو یہاں تک نہ ہو سکا آنا
جو فراموش کی ہماری یاد
کسکو پوچھون دکان پر اسکے
نہیں دیکھا ہے دو مہینے سے

جان آنکھوں میں کھینچ کے آئی ستی — اب نہیں طاقت جدائی ہے
کرلیا ہو سکا جہاں تک صبر — اب کہو دل کرے کہاں تک صبر
دو مہینے تو دیکھے جب گل کو — چین کس طرح آئے بلبل کو
رات کس طرح پھر گزاری جائے — کس طرح دل کی بیقراری جائے
صبح کس طرح پھر بہل جائے — جسم سے روح جب نکل جائے
آئی تو ہندی اتنے میں ناگاہ — اس بہانے آئی وہ درگاہ
بسکہ مرتی تھی نام پر میرے — چھپ کے آئی وہاں سے گھر میرے
تھی جو فرصت نہ اشکباری سے — اتری اڑتی ہوئی سواری سے
پھر لپٹ کر گلے میرے یکبار — حال کرنے لگی وہ یوں اظہار

وصیت نامہ دختر سوداگر

اقربا میرے ہو گئے آگاہ — تم سے ملنے کی اب نہیں کوئی راہ
مشورے ہو رہے ہیں آپس میں — بھیجتے ہیں سب مجھے بنارس میں



وہ چہیتے ہم سے جسکو پیار کریں
جبر کیونکر یہ اختیار کریں

گو ٹھکانے نہین تھے ہوش و حواس
پر یہ کہنے آئی ہون تیرے پاس

دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ اور آخری وصیت

جاے عبرت سراے فانی ہے
مورد مرگ نوجوانی ہے

اونچے اونچے مکاں تھے جن کے
آج وہ تنگ گور میں ہیں پڑے

کل جہاں پر شگوفہ و گل تھے
آج دیکھا تو خار بالکل تھے

جس چمن میں تھا بلبلوں کا ہجوم
آج اسجا ہے آشیانۂ بوم

بات کل کی ہے نوجواں تھے جو
صاحب نوبت و نشاں تھے جو

آج خود ہیں نہ ہے مکاں باقی
نام کو بھی نہیں نشاں باقی

غیرت حور مہ جبیں نہ رہے
ہیں مکاں گر تو وہ مکیں نہ رہے

جو کہ تھے بادشاہ ہفت اقلیم
ہوئے جا جا کے زیر خاک مقیم

کوئی لیتا نہیں اب اسکا نام
کونسی گور میں گیا بہرام

اب نہ رستم نہ سام باقی ہے
اک فقط نام ہی نام باقی ہے

کل جو رکھتے تھے اپنے فرق پہ تاج
آج ہیں فاتحہ کو وہ محتاج

تھے جو خود سر جہان مین مشہور
خاک مین ملگیا سب اونکا غرور

عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے

گردش چرخ سے ہلاک ہوئے
استخوان تک بھی انکے خاک ہوئے

تھے جو مشہور قیصر و فغفور
باقی اونکا نہین نشان قبور

تاج مین جنکے چمکتے تھے گوہر
ٹھوکرین کہاتے ہین وہ کاسۂ سر

رشک یوسف جو تھے جہان مین حسین
کہا گئے انکو آسمان و زمین :.

ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے
ہے نہ شیرین نہ کوہکن کا پتہ
بوئے یوسف تمام پہیلی ہے
صبح کو طائران خوش الحان
موت سے کسکو رستگاری ہے
زندگی بے ثبات ہے اسمین
ہم بہی گر جان دیدین کہا کر سم
دلکو ہم جو لیون مین بہلانا
بہاگے رہنا نہ اس مکانسے دور
روح بہٹکیگی گر نہ پاسے گی
روکے رہنا بہت طبیعت کو
ضبط کرنا اگر ملال رہے
میرے مرنے کی جب خبر پانا
جمع ہولین سب اقربا جسدم
کہی دیتی ہون جی نہ کہونا تم
ہوگئے تم اگرچہ سودائی ؛
لاکہہ تم کچہ کہو نہ مانینگے
طعنہ زن ہونگے سب غریب و امیر
سامنا ہو ہزار آفت کا ؛

یہی دنیا کا کارخانہ ہے
نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتہ
باقی اب قیس ہے نہ لیلی ہے
پڑہتے ہین کل من علیہا فان
آج وہ کل ہماری باری ہے
موت عین حیات ہے اسمین
تم نہ رونا ہمارے سر کی قسم ؛
یا مری قبر پر چلے آنا ؛
ہم جو مر جائین تیری جان سے دور
ڈہونڈہنے کس طرف کو جائیگی
یاد رکہنا میری وصیت کو ہز
میری رسوائی کا خیال رہے
یون نہ دوڑے ہوئے چلے آنا
رکہنا اوسوقت تم وہان پہ قدم
ساتہہ تابوت کے نہ رونا تم
دور پہونچیگی میری رسوائی
لوگ عاشق ہمارا جانینگے
قبر پر بیٹہنا نہ ہوکے فقیر ؛
پاس رکہنا ہماری عزت کا ؛

جب جنازہ میرا عزیز اٹھائین
میری منت پہ دھیان رکھیے گا
تذکرہ کچھہ نہ کیجیے گا مرا :
اشک آنکھون سے مت بہائیگا
آپ کاندہا نہ دیجیے گا مجھے
رنگ دل کے بدل نہ جائین کہین
ساتھہ چلنا نہ سر کے بال کھلے
ہوتے آتش کے ہین یہ پرکالے
ہو بیان گر کسی جگہہ مرا حال :
ذکر سنکر مرا نہ رو دینا
رنج فرقت مرا اٹھا لینا
ہوگا کچھہ میری یاد سے نہ حصول
رنج کرنا نہ میرا مین قربان
دے نہ اسکو خدا کبھی کوئی درد
دلمین کڑہنا نہ مجھہ سے چھوٹکے تو
آکے رو لینا میری قبر کے پاس
آنسو چپکے سے دو بہا لینا
اگر آجائے کچھہ طبیعت پر :
غنچہ دل مرا کھلا جانا

آپ بیٹھے وہان نہ اشک بہائین
بند اپنی زبان رکھیے گا :
نام منہ سے نہ لیجیے گا مرا
ساتھہ غیرون کی طرح جائیگا
سب مین رسوا نہ کیجیے گا مجھے
منہ سے نالے نکل نہ جائے کہین
تا کسی شخص پر نہ حال کھلے
تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے
تم نہ کرنا کچھہ اسطرف کو خیال
میری عزت نہ یون ڈبو دینا
جی کسی اور جب لگا لینا :
دلکو کر لینا اور سے مشغول
سنلو گر اپنی جان ہے تو جہان
ہوتا نازک کمال ہے دل مرد
جان دینا نہ گھونٹ گھونٹ کے تو
تا نکل جائے تیرے دل کی بھڑاس
قبر میری سے گلے لگا لینا
پڑھنا قرآن میری تربت پر
پھول تربت پہ دو چڑھا جانا

رو کے کرنا نہ اپنا حال زبون
تا نہ ہو جائے دشمنون کا خون

بیٹھ کے کس طرح پڑھے گی کل
سخت ہوتی ہے منزل اول

میرے مرقد پہ روز آنا تم
نا تجھ سے نہ ہاتھ اٹھانا تم

ہے یہ حاصل سب اتنی باتونکا
مٹی دینا تم اپنے ہاتھون سے

پھر پھر کون کسکو روتا ہے
کون صاحب کسی کا ہوتا ہے

کبھی آ جائے گر ہمارا دھیان
جاننا ہمیہ ہو گئی قربان

دلمین کچھ آپنے دیجئے نہ ملال
خواب دیکھا تھا کیجیے یہ خیال

رنج و راحت جہان مین ہم رہ
کبھی شادی ہے اور کبھی غم ہے

ہے کسی جا پہ جشن شادی و گاہ
ہے کسی جا صداے نالہ و آہ

مرگ کا کسکو انتظار نہین
زندگی کا کچھ اعتبار نہین

پھر ملاقات ہو کہین یا نہ ہو
آج دل کھول کر گلے مل لو

خوب سا آج دیکھ بھال لو تم
دلکی سب حسرتین نکال لو تم

آؤ اچھی طرح سے کر لو پیار
کہ نکلجائے کچھ تو دل کا بخار

دلمین باقی رہے نہ کچھ ارمان
خوب مل لو گلے سے مین قربان

حشر تک ہوگی پھر یہ بات کہان
ہم کہان تم کہان یہ رات کہان

کہلو سنلو جو کچھ کہ جی مین آئے
پھر خدا جانے کیا نصیب دکھائے

دل کو اپنے کرو ملول نہین
رونے دھونے سے کچھ حصول نہین

ہمکو کاڑھی ہے جو اپنے دلکو دکھائے
ہمکو ہی ہی کرے جو اشک بہائے

عمر تم کو تو ہے ابھی کھیتا
دن بہت سے پڑے ہین رو لینا

بائین دونون گلے مین ڈال لو آج
جو جو ارمان ہے نکال لو آج

پھر خدا جانے کیا مشیت ہے
اتنی صحبت بہت غنیمت ہے

کسکو کل بیٹھکر کروگے پیار
کسکی لوگے بلائین تم ہر بار

کل گلے سے کسے لگاؤگے
یون کسے گود مین بٹھاؤگے

حال کس کا سنائیگی آکر
کسکی ماما بلائیگی آکر

ہم تو اٹھتے ہین اس مکان سے کل
اب تو چلتے ہین اس جہان سے کل

یاد اتنی تمہین دلاتے جائین
پان کل کے لئے لگاتے جائین

ہو چکا آج جو کہ تھا ہونا :.
کل بسائین گے قبر کا کونا

خاک مین ملتی ہے یہ صورت عیش
پھر کہان ہم کہان یہ صورت عیش

دیکھ لو آج ہمکو جی بھر کے
کوئی آتا نہین ہے پھر مر کے

ختم ہوتی ہے زندگانی آج
خاک مین ملتی ہے جوانی آج

چپ رہو کیون عبث بھی روتے ہو
مفت کاہیکو جان کھوتے ہو

سمجھو اسکو شب برات کی رات
ہم ہین مہمان تمہارے رات کی رات

چین دلکو نہ آئیگا تجھ بن
اب کے بچھڑے ملین گے حشر کے دن

اب تم اتنی دعا کرو مری جان
کل کی مشکل خدا کرے آسان

پھل اٹھایا نہ زندگانی کا :.
نہ ملا کچھ مزا جوانی کا :.

دلین لیکر تمہاری یاد چلے
باغ عالم سے نامراد چلے

کہتی ہے بار بار ہمت عشق
ہے یہی مقتضائے غیرت عشق

چارپائی پہ کون پڑکے مرے
کون یون ایڑیان رگڑکے مرے

عشق کا نام کیون ڈبو جائین
جب تلک چرخ بے مدار رہے
بولی گھبرا کے پھر ٹھہر سر یجان
حسرت دل نگوڑی باقی ہے
پھر کہان ہم کہان یہ صحبت یار
ڈالدو پھر گلے مین ہاتھون کو
گود مین اپنی پھر بٹھالو جان
پھر مرے سر پہ رکھدے سر اپنا

آج ہی جان کیون نہ کھو جائین
یہ فسانہ بھی یادگار رہے
کچھ سنا بھی کہ کیا بجا اس آن
اور یہان رات تھوڑی باقی ہے
کرلو پھر ہمکو بھیج بھیج کے پیار
پھر گلوری چبا کے منہ مین دو
پھر گلے سے ہمین لگالو جان
گال پر گال رکھدے پھر اپنا



پھر اسیطرح منہ سے منہ کو ملو
لہر پھیر پڑ رہی ہے گالون کی
پھر ہم اُٹھنے لگین بٹھالو تم
پھر لبونکو چبا کے بات کرو
پھر بلائین تمہاری یار لین ہم
رو نہ اس طرح سے تو زار و نزار
آپ اپنے سے پیچھے پڑ جائین
کاٹ لے کوئی وہڑ سے سر میرا
مین دل و جان سے ہون فدا تیرا
اب تو کیون ٹھنڈی سانس بھرتا ہے
مین ابھی تو نہین گئی ہون مر
اس قدر ہو رہا ہے کیون غمگین
کر نہ رو رو کے اپنا حال زبون
اشک بہتے ہین ناگوار ترے
ایسے قصے ہزار ہوتے ہین
یون نہ آنسو تو اب بہا اپنے
رنج سے صبر کچھ اود اس نہو
تم تو اتنے مین ہو گئے رنجور
اسی غم نے تو مجھکو مارا ہے

پھر وہی باتین پیار کی کر لو
بوسنگہ یاد و تم اپنے بالون کی
پھر بگڑ جائین ہم منا لو تم
پھر ذرا مسکرا کے بات کرو
آؤ پھر سے سر اتار لین ہم
دشمنون کو کہین پڑے نہ بخار
اور لینے کے دینے پڑ جائین
بال بیکا نہ ہو مگر تیرا
لیکے مر جاؤن مین بلا تیری
کیون اپنا سر سمت و دیکھے لگے ٹکر سے کرتا ہے
کیون بہجاتی ہین آنکھین رو رو کر
کیون مٹاتا ہے اپنی جان حزین
ارے ظالم ابھی تو جیتی ہون
تو نہ رو ہو گئی نثار ترے
یون کہین مرد رو تے بھی ارے ہین
دلکو مضبوط رکھ ذرا اپنے
یون تو للہ بد حواس نہو
تھک گئے اور ابھی ہے منزل دور
صدمہ تیرا نہین گوارا ہے

اپنے مرنے کا کچھ نہین ہے الم
دل مین میرے فقط ہے اسکا غم

جان ہم نے تو اسطرح کھو لی
کون تیری کرے گا دلجوئی

آگے سمجھائیگا بجھائیگا کون
اسطرح سے گلے لگائیگا کون

کون روسکے گا اس طبیعت کو
کس سے کہہ جاؤن اس فضیحت کو

گو کہ بیجا ترا اسیر اسمین نہین
کوئی دلسوز بہی تو پاس نہین

مین کہان ہون جو ساتھ دون تیرا
ہاتھ مین کس کے ہاتھ دون تیرا

یون تسلی تری کریگا کون
میری صورت بھلا بھریگا کون

کون یون خوش کریگا دل تیرا
دل ہے اس غم سے مضمحل تیرا

لے گا نہ ساتھ مین اسکا
دل سے لیکے رہنا ہاتھ مین اسکا

پر مین اب اسکو کیا کرون کمبخت
آسمان دور ہے زمین ہے سخت

گو ہون عقبی مین روسیاہ چلی
گمرا اپنے تئین نباہ چلی

تیری ہر کسم پر فدا کیا مین نے
حق وفا کا ادا کیا مین نے

یون پہر اُٹھی پہر مار کے ہاتھ
نہین معلوم کتنی ہے اب رات

ہون جون گہڑیالدان بجاتا ہے
جی مرا سنسنایا جاتا ہے

یون تو کوئی دم غم مین گذرے ہے
پہیلے جاتے ہین ہاتھ پاون کبکے

پر عجب ہو رہا ہے جانکا طور
گہٹتی کچھ ہون نکلتا ہے کچھ اور

آنسو آنکہون مین بہر بہر آتے ہین
دست و پا سارے تہرتہراتے ہین

دلکو سمجہاتی ہون مین بہتیرا
پر سنبہلتا نہین ہے جی میرا

گو تو بیٹہا ہوا ہے پاس مرے
پر ٹہکانے نہین حواس مرے

ہوش آئے ہوئے بھی جاتے ہیں
دلمیں کیا کیا خیال آتے ہیں

پیش یوں فرقت حبیب نہ ہو
کسی دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

دوسرا اب یہ اور ماتم ہے
سانگ باقی بہت ہیں شب کم ہے

خاک تسکین جان زار کریں
اب وصیت کریں کہ پیار کریں

جواب عاشق

سن کے میں نے دیا یہ اُسکو جواب
میرے دلکو بس اب کرو نہ کباب

تمتو یوں اپنی جان دو مری جان
میں وصیت سنوں خدا کی شان

دل سے اپنے ذرا یہ رکھنا دور
کون کمبخت یہ کرے گا امور

مجھپہ یہ دن تو کبریا نہ کرے
تم مرو مین جیون خدا نہ کرے

جان دیدوگی تم جو کھا کر سم
مین بھی مر جاونگا خدا کی قسم ::

جو یہ دیکھے گا خوب رویگا
آگے پیچھے جنازہ ہوویگا ::

اِک ذرا مجھسے تو کہو یہ حال
جی مین کیا آیا آپکے یہ خیال

دل ہی دل مین الم اٹھاتی ہو
جان دیتی ہو زہر کھاتی ہو ::

پہونچا ماں باپ سے اگر ہے الم
اس کا کرنا نہ چاہیے تمہین غم

جو کہ ہوتے ہین قوم کا اشراف
وہ بھی کرتے ہین قصور معاف

کچھ تمہین پر نہین ہے یہ افتاد
سب کے ماں باپ ہوتے ہین جلاد

دمبدم ہر اک پہ یہ گذرتا ہے
زہر کھا کھا کے کوئی مرتا ہے

شکوہ ماں باپ کا تو ناحق ہے
اونکا اولاد پر بڑا حق ہے

ہوں جو ناراض یہ قیامت ہے
اونکے قدموں کے نیچے جنت ہے

تم تو نام خدا سے ہو دانا ::
اسپہ رتبہ نہ ان کا پہچانا ::

کیا بھروسہ حیات کا انکی
ہوش رہتے نہیں ہیں اس رنج سے
اتنی سی بات کا غبار ہے کیا
غور سے کیجئے جو لیں خیال
کتنا لے اوسنے دیا یہ مجھکو جواب
جیا ایسی زندگی کو سلام
کچھ ہنسی ہوں نہ چین سے
ہر دن دل کہا تنگ ہے کوئی
لوح انسان ہے کیسے ہو
ایسے وہ کس طرح بسر سے اچھے
وہ سے جسکو ایسی عادت ہے
بھر سے چلتے جی نہ بھر خدا
کون تماشا پڑ گیا ہے رنج و محن
تم نے جی سے کی جو کی تدبیر
آہ یہ بات جہان رہ مہربان
رات میرے اپنا دل نہ کڑا
ہے یہی لطف زندگانی کا ::
چار دن ہے یہ نالہ و فریاد
لطف دنیا کے جب اٹھاؤ گے

نہ مزا ناتوانیت کا اونکی
یہ تو مہمان ہیں کوئی دن کے
اونکے کہنے کا اعتبار ہے کیا
انکا غصہ نہیں ہے جاسکے ٹال
سنتے ونکھی نہیں ہے چشم عتاب
منہ پہ آنے نہ دینے کبھی یہ کلام
وہ سنی بہت ہے اپنے جینے سے
تنگیا ہے کیا کبھی کوئی ::
آدمی کیا نہ جسکو غیرت ہو
منہ نہ ہو کبھی جو کہ قول ہا سے
اس میں کیا اپنی اپنی غیرت ہے
اپنے مرنے کا ذکر منہ پر نہ لا
جان کیوں دینگے آپ کے دشمن
حشر کے روز ہونگی دامن گیر
نکلے ماں باپ کا تیرے ارمان
چاند سی بہو گھر میں بیاہ کے لا
دیکھ سکھ اپنی نوجوانی کا ::
عمر بھر کون کسکو کرتا ہے یاد
ہمکو دو دن میں بھول جاؤ گے

رخصتی ملاقات

تھا یہی ذکر جو بجا گھڑیال
ہو گیا فرطِ غم سے چہرہ زرد
مُردنی رُخ پہ چھا گئی اوس کے
دلمیں گزرا جو اوسکے صبح کا شک
ٹھنڈی ٹھنڈی جس دم چلی نسیم سحر
اتنے میں صبح کی بجی زردی
ہوئے ثابت جو صبح کے آثار
بید کی طرح جسم تھرایا
باتیں کرتی جو تھی سو بھول گئی
بولی تھرا کے اس سے رہیو گواہ
اب فقط یہ ہے خون بہا میرا
کہکے پھر یہ چمٹ گئی یکبار
سر سے لیکر بلائیں تا بہ قدم
آگ لگ جائے وہ گھڑی کمبخت
پھر یہ بولی وہ پونچھ کر آنسو
آ رہی تھی چمکتی تھی
کہکے یہ بات ہو گئی وہ سوار
آتش غم بھڑک گئی دونی
یاد آتی تھی جب وصیت یار

سنتے ہی اسکے ہو گئی بے حال
دست و پا تھرتھرا کے ہو گئے سرد
دلمیں وحشت سما گئی اسکے
ہوئی استادہ آ کے زیر فلک
ہو گیا حال اور بھی ابتر
دونی چہرہ کی ہو گئی زردی
ہو گئی اور اوسکی حالت زار
سر سے لے پاؤں تک عرق آیا
دم لگا چڑھنے سانس پھول گیا
اور کہا لا الہ الا اللہ
بخشیو تم کہا سنا میرا
اور کیا خوب پیچ پیچ کے پیار
بولی تم پر نثار ہوتے ہیں ہم
بام پر آئی تھی مین کوسنے وقت
میرے سر کی قسم نہ کڑھیو تو
میں ترے چھٹنے کو ہنسی تھی
یہاں بندھا آنسوؤں کا چشم سے تار
طپش قلب سینے کی افزونی
وہم لاتا تھا دل ہزار ہزار

تھی مصیبت جو یہہ بلا انگیز
ولین کہنے کا وسکے تھا جو ملال

وہیان آتے تھے کیا کیا وحشت خیز
آتے تھے ذہن مین عجب خیال



کون رو سکے گا جا کے گھر بیٹھے
ہر گھڑی تھا جو اضطراب فزون
کہ اُٹھا ایک سمت سے وہ غل
شعلہ اک آگ کا بھڑکنے لگا
یون تو گذرے تھے دو پہر روئے
ہو گیا دل کو اس طرح کا ہراس
کہا اک دوست سے کہ تم جا کر

جو کہا ہے وہی نہ کر بیٹھے
چپکا رہا تھا بیٹھا مین محزون
ہو غل جب سے کہ اڑ گئے بالکل
مثل بسمل کے دل تڑپنے لگا
اور ہاتھون کے اڑ گئے طوطے
آئے سو سو طرح کے وسواس
جلد اس شور و غل کی لاؤ خبر

روتے ہین ہم سے بدنصیب کوئی
مر گیا انکا کیا حبیب کوئی ؛؛

یون جو یہ اپنی جان کھوتے ہین
کون ہین کس لئے یہ روتے ہین

کیا ہوا اونپہ صدمۂ جانکاہ ؛؛
یہ جو کرتے ہین ایسے نالہ و آہ

دوڑے آخر ادہر ہر سے احباب
لیکر آئے خبر وہان سے شتاب

کیا اسطرح آکے مجہ سے بیان
کہ یہان سے ہے اک قریب مکان

باغ کے پاس جو بنا ہے گھر
وہان فروکش ہین ایک سوداگر

یون تو اک شور راہ بہر مین ہے
پر یہ آفت اُنہین کے گھر مین ہے

صاف کہلتا نہین ہے یہ اسرار
مر گیا کوئی یا کہ ہے بیمار

پر یہ ہوتا ہے عقل سے ادراک
کہ نہین بے سبب اڑاتے خاک

کچھ نہ کچھ تو ہے ایسی اب روداد
کہ یہ ہے شور نالہ و فریاد

نہین برپا یہ بے سبب ماتم
ہے نکلتا کسی جوان کا دم

ہر بشر ہو رہا ہے دیوانہ
کوئی مرتا ہے صاحب خانہ

نہین قابو مین ہے کسی کا دل
پیٹتے سر ہین صاحبان محل

نہین دیتا سنائی کچھ بالکل
ہے فقط ایک ہائے ہائے کا غل

تھمتا یکدم بھی وہان خروش نہین
کس سے پوچھین کسی مین ہوش نہین

روتے جس درد سے ہین وہ اسدم
دیکھا جاتا نہین خدا کی قسم

کہہ گئی تھی جو وہ کہ کھاؤن گی زہر
مین یہ سمجھا کہ ہو گیا وہی قہر

گو حیا سے نہ اوس کا نام لیا
دونون ہاتھون سے دلکو تھام لیا

دوستون نے جو دیکھی یہ صورت
بولے اسطرح از رہِ الفت

حال دل یون تمہارا غیر ہے — پھر اسوقت کیا ہے خیر ہے

ہے سبب کس سے ہوئے ہو اداس — اڑ گئے کیون تمہارے ہوش و حواس

کونسی آفت آ گئی یا ہے ستم — مردنی منہ پہ چھا گئی اسدم

کیا ہے جو اسقدر ہو بیقرار اب — کوئی مر جائے اس سے کیا مطلب

اپنی حالت پہ پیچ و تاب کی ہے — تم کو کیا وجہ اضطراب کی ہے

شہر مین لوگ روز مرتے ہین — خفقان اسکا کوئی بھی کرتے ہین

فکر کرتا ہے اسطرح کی زبون — یون ہی ہو جاتا ہے بشر مجنون

اسکے ماں باپ کیا کہین گے بتاؤ — ہوش پکڑو ذرا حواس مین آؤ

تم کو کیا ہے جو جان کھوتے ہو — بے سبب آپ ہی آپ روتے ہو

سو رہے ہو ملول کس غم سے — حال دل کا تو کچھ کہو ہم سے

ملتفت انپہ دوست تھے نہ بیان — ہو سکے معلوم نشتر رگ جان

نہ دیا انکو مارے غم کے جواب — ڈھانپ کر منہ کیا بہانہ خواب

اٹھ گئے دوست آشنا جسدم — اوڑھکر منہ کو چپکے اٹھے ہم

حال دل سینہ میں ہوا جو تباہ — بیٹھا گھر سے نکل آن کر سر راہ

دیکھا رہا ہے ایک حشر کا غل — بند راہ ہے بالکل

اسطرف سے جو لوگ آتے ہیں — یہی آپس میں کہتے جاتے ہیں

دختر کے غم میں والدین کی پریشانی کا منظر

حال انکا بھی جاے رقت ہے — داغ اولاد کا قیامت ہے

نوچ ڈالے ہیں سارے سر کے بال — کیا پریشان ہے والدین کا حال

آفت تازہ سر پہ ہے آئی — بک رہے ہیں مثال سودائی

دہیان اونکی طرف جو جاتا ہے
غم سے منہ کو کلیجہ آتا ہے

جو کہتے او نہین صاحب اولاد
حال ابتر تہا اونکا حد سے زیاد

کہتے تہے کوٹ کر سر و سینہ
کیون نہ دشوار اونکو ہو جینا

مرگ اولاد کا وہ ماتم ہے
رنج و غم جسقدر کرین کم ہے

کوئی کہتا تہا کیسی آفت ہے
نوجوان مرنا بہی قیامت ہے

یون تو ہے سبکو بس زمانہ مرگ
نہ مرے پر کوئی جوانہ مرگ

کوئی بولا کہ ہے سبہی کو ملال
دیکہا جاتا نہین ہے باپکا حال

آتش غم سے دل ہوا ہے کباب
ہے تپان مثل ماہی بے تاب

چشمہ جاری ہے چشم گریان کا
ہوش باقی نہین تن و جان کا

نہین دم بہر کسیکو وان آرام
دیکہنے والے رو رہے ہین تمام

پہوڑ ڈالے ہین سب نے سر اپنے
سر و پا کی نہین خبر اپنے

سینہ بقال جان کہوتے ہین
سارے دوکاندار روتے ہین

حال دیکہا جو سینے یہ اوٹہکر
ہل گیا سینہ مین دل مضطر

نہ رہی تاب رنج کے مارے
لگے تہرانے دست و پا سارے

بحر الفت نے دلمین مارا جوش
گر پڑا ہو کے خاک پر بیہوش

عشق کی تہی جو دل کو بیماری
غش کا عالم سا ہو گیا طاری

دو گہڑی بعد پہر جو آیا ہوش
دیکہا برپا عجب ہی جوش و خروش

معشوق کے جنازے کا نظارہ

آگے آگے ہے کچھ جلوس رواں
سر کہلے پیچھے کچھ ہیں پیر و جواں

سن رسیدہ ہیں عورتیں کچھ ساتھ
سینہ و سر پہ مارتی ہیں ہاتھ



کوئی ماما ہے کوئی دائی ہے
جب وہ بھر لیتی ہے غم سے آہ سرد
ہوتا تحیر ان کو ہے ملال اونکا
کچھ بیان ایسے ہوتے جاتے ہین
اوسکے پیچھے پھر اوسپہ کی جو نگاہ
تھا میانہ نیا زری کا سجا
سہرا اوس پر بندھا ہے اک زرتار
تھی پڑی اوسپہ ایک چادر گل
عود سوز آگے آگے روشن تھے
پیشتر تابوتکی تھی ایسی ساتھ
سب وضیع و شریف تھے ہمراہ

کوئی انا کوئی کھلائی ہے
سننے والونکے دلمین ہوتا ہے درد
دیکھا جاتا نہین ہے حال اونکا
راستے والے روتے جاتے ہین
کہ نہ دیکھی بشر معاذ اللہ
نیچے تابوت اوس پری کا ہے
جیسے گلشن کی آخری ہو بہار
جس سے خوشبو نکلتی تھی بالکل
مرگئی پھر بھی لاکھ جوبن تھے
جیسے آئی کوئی دلہن کی برات
بھیڑ تھی اسقدر کہ بند تھی راہ

ساتھ تھے خویش و اقربا سارے — رو رہے تھے غریب بیچارے

پیچھے پیچھے تھا سب کے سوداگر — ہو پریشان اڑا کے خاک بسر

آگے آگے جنازہ جاتا تھا — غش اوسے ہر قدم پہ آتا تھا

ہاتھ ملتے تھے سب کے اقربا ساری — تا کسی جا پہ ٹھہر وہ سکے ہارے

عالم اس درجہ ہو رہا ہے زبون — بہتا جاتا ہے سر کے زخم سے خون

سب امیر و فقیر روتے تھے — دیکھ کر او پھر روتے تھے

پیچھے سب کے نفس مین تھی مادر — کہتی جاتی تھی اس طرح رو کر

تیری میت پہ ہو گئی مین نثار — کم سخن ہائے میری غیرت دار

دل پہ جو گذری کچھ بیان نہ کی — کچھ وصیت بھی میری جان نہ کی

کہہ سکین مان کی اب خبر تم کو — کیسی یہ کہا گئی نظر تم کو

دل ضعیفی مین میرا توڑ گئین — بیٹا اس مان کو کس پہ چھوڑ گئین

تازہ پیدا جگر کا داغ ہوا — گھر مرا آج بے چراغ ہوا

دیکھو ہاتھو سے کوئی ملتا ہے — جی سنبھالے نہین سنبھلتا ہے

زہر دیدے کوئی مین کھا جاؤن — یا زمین شق ہو مین سما جاؤن

داغ تیرا جگر جلاتا ہے — چاند سا مکھڑا یاد آتا ہے

مٹ گیا لطف زندگانی کا — دل کو غم ہے تری جوانی کا

بیاہ تیرا رچانے پائی نہ مین — کوئی منت بڑھانے پائی نہ مین

تیری صورت کے ہو گئی قربان — چلین دنیا سے کیسی پر ارمان

ہوئین کس بات پر خفا بولو — اماں واری ذرا جواب تو دو

وائی کیوں نہیں پکارتے ہے — اب جیونگی میں کس سہارے سے
کیا قضا نے جگر پہ داغ دیا — آج گھر سے اسے بے چراغ کیا



نکلا ماں باپ کا نہ کچھ ارمان — ہائے بیٹی نہ تم چڑھی پروان
ایسی کیوں ماں سے ہو گئیں بیزار — لیں نہ خدمت بھی کر سکے کچھ پیار
نہ جیونگی ترے فراق میں ان — دل تڑپتا ہے آنکھیں ڈھونڈتی ہیں
کس مصیبت میں پڑ گئی بیٹا — کو کہہ میری اجڑ گئی بیٹا
عمر کتنی تھی ایسے صدمہ میں — ٹھوکریں تھیں بری بڑھاپے میں
سنکے اسطرح اونکی ماں کے بین — اور سینہ میں دل ہوا بے چین
تھی وہ میت جو اس پری کی یاد — سب کے پیچھے میں ہو لیا ناشاد
گو یہ طاقت نہ تھی کہ چلتا راہ — لیچلا جذب عشق پر ہمراہ
پیچھے ان سبکے جو رواں تہا میں — صورت گرد کارواں تہا میں
گھٹ کے مٹتا تھا صورت بسمل — بیٹھا جاتا تھا مارے تھام کے دل

جون جون کرتا تہا غم میں نالا
ہوا جاتا تہا دل تہ و بالا

مرغ بسمل کی میری صورت تھی
یاں گرا واں گرا یہ حالت تھی

الغرض پہنچا ساتھ اُنکے وہاں
دفن کا اُسکے تہا مقام جہاں

قبر کھدتی جو واں نظر آئی
لاکھ روکا پہ چشم بھر آئی

دیکھکر یہ جو لوگ رونے لگے
ٹکڑے ٹکڑے جگر کے ہونے لگے

طاقت ضبط گریہ جب نہ رہی
دل سے نکلی یہ اپنے بات کہی

کہکے کیا مر گئی وہ جان سجھے
کچھ وصیت کا بہی ہے دہیان تجھے

ہو نہ اللہ بیقرار اتنا
ضبط کر دل کو ہو سکے جتنا

دل کو سمجھا کے یہ گیا مین وہان
جمع سب اونکے اقربا تھے جہان

دل آفت زدہ کو بہلا کر
چپکا بیٹھا مین یک طرف جا کر

اشک آنکھوں سے گو نہ بہتے تھے
لوگ پر دیکھکر یہ کہتے تھے

حال چہرے کا آج کیسا ہے ؟
خیر تو ہے مزاج کیسا ہے ؟

لال آنکھین ہین تمتمائے ہین گال
وجہ کیا ہے بیان کیجئے حال

منہ پہ اک مردنی سی چھائی ہے
چہرے پر پھٹ رہی ہوائی ہے

بولا مین اور کچھ نہین ہے بات
شبکو سویا نہین مین ساری رات

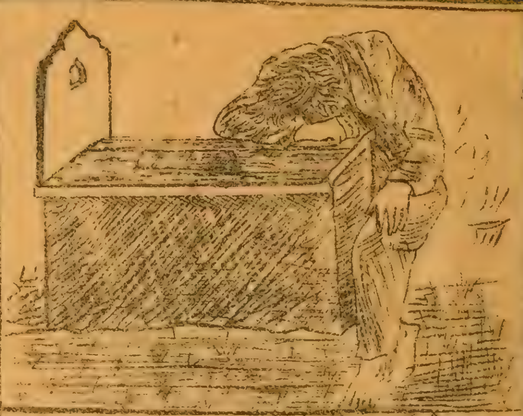
اسلیئے بیدل جو آیا مین مجبور
رنگ چہرہ کا ہو گیا کافور

ترک عادت بہی اک عداوت ہے
رات کا جاگنا قیامت ہے

دل کا شک اُنکے سب نکالدیا
یہی کہہ سنکے اونکو ٹالدیا

غل ہوا اتنے مین سب آتی جائین
فاتحہ پڑھتے جائین جاتے جائین

سنکے یہ سب گئے وہان احباب
بخشا پڑھ پڑھکے فاتحہ کا ثواب



عاشق کی عالم تنہائی میں قبر پر آہ و زاری

جبکہ اس سے بھی ہو گئی فرصت — آئے جتنے تھے ہو گئے رخصت
پائی تنہا جو میں نے یار کی قبر — دل کو باقی رہی نہ طاقتِ صبر
تھا جو اُس شمع رو کا پروانہ — دوڑ کر آیا مثلِ دیوانہ
گر پڑا آکے قبر پر اک بار — اور رونے لگا میں زار و قطار
نہ رہا تھا جو اختیار میں دل — لوٹا تربت پہ صورتِ بسمل

عاشق کی سخت جانی اور مثنوی کا خاتمہ

مر گئی تھی جو مجھ پہ وہ گلفام — زندگی ہو گئی مجھے بھی حرام
دیکھا آنکھوں سے تھا جو ایسا قہر — کھا گیا میں بھی گھر میں آکے زہر
دیر تک تو قے رہی جاری — بعد پھر اوس کے غش سا ہوا طاری



تین دن تک رہی وہ بیہوشی
ہو گئی جس سے خود فراموشی

یعنی غفلت میں پھر یہ دیکھا خواب
کہ یہ کہتی ہے وہ بچشم عتاب

سُن تو پری تو نے زہر کیوں کھایا
کچھ وصیت کا بھی نہ پاس آیا

ہوئے مغرور رفتہ اپنے حسن سے زیاد
دو ہی دن میں بھلا دی میری یاد

دل سے میرا بھلا دیا کہنا
ہاں یہی چاہیئے تھا کیا کہنا

کہکے یہ جب وہ ہو گئی روپوش
کھل گئی آنکھ آ گیا جب ہوش

زہر کا پھر نہ کچھ اثر پایا
اک تعجب سا مجھکو یہ آیا

آشنا و معشوقہ سب کا تھا یہ بیان
فرشتے ہی اُٹھے لو خدا کی شان

ہو گیا والدین کا یہ سرور — بڑھ گیا دل کا چین چشم کا نور
اقربا سب کے ہوئے دل شاد — آ کے دینے لگے مبارکباد
حاصل اتنا تھا اس کہانی سے — ہم رہے بچتے سخت جانی سے

شعر

عشق میں سہنے یہ کمائی کی
دل دیا غم سے آشنائی کی

خنجر عشق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے ہے حمد خداوند جہان — جس نے پیدا کیا ہے کون و مکان

پہر لکہوں نعت محمدؐ مصطفیٰ — جن سے ہے ایجاد عالم کی بنا

بعد حمد و نعت ایک قصہ لکہوں — حال اک درویش کا تم سے کہوں

تہا ختن میں بادشاہ کا اک پسر — زہرہ سا رخ خوب اور رشک قمر

شوخ ہو شنگ و آفت ہر جان و دل — مات جس کے حسن سے چین و چگل

گلشن خوبی میں وہ سرو روان — حسن کے بازار کا نقد گران

شکل کو اسکے پری پہونچے نہ حور — قدرت حق نے کیا اسمیں ظہور

جعد مشکین اوسکے نام عنبرین — پہنس رہے اسمین ہزاروں مہ جبین

دیکہکر اوس ماہ رو کو اک فقیر — ہو گیا دام محبت میں اسیر

ہو گیا احوال اُس درویش کا
جسطرح شیرین پہ غش تھا کوہکن
نعرہ زن وہ شہر مین ایسا پھرا
عشق جب آیا تو ناموسی کہان
عشق و ننگ آپسمین رہ ہر زمان
عشق کا درویش کے چرچا ہوا
تھی ہر اک محفل مین انکی گفتگو
خلق نے اسکو بہت کی دھنڈ دیا

عشق سے لیلی کا جو مجنون کا تھا
غم مین یوسف کے زلیخا نعرہ زن
شہرۂ آفاق الفت ہو گیا
پردہ پوشی اس رنگ نشے مین کہان
جب گئے او رسب سے نمازین
بام سے جب طشت زرین گر پڑا
تھا بچا وہ کہ بہ کو و بہ سو بسو
اور کہا اس بات سے کر لب کو بند



ورنہ ہرگز تو نہین افشاے راز
ہوش مین آ لاف گوئی سے گذر
دشمنی تو جان سے اپنی نہ کر
بسکہ وہ درویش زخود رفتہ تھا
عاشق بیکس کو کیونکر صبر ہو
عشق کا ہوتا ہے جس دلمین ظہور
حاسدِ زن نے بھی کیا دانتون کو تیز
شاہزادہ پر کیا پایان کار ؛
اس طرح اسکو دلائی عار و ننگ
سنکے باتین وہ تند ہوا ایسا
بے تامل کہدیا جلاد کو
ہے یہی کردار کی اوسکے سزا
ہو نہ رنگین خون سے جبتک زمین
بسکہ غصہ کا ہوا شہزادہ کو جوش
آئے پھر سر پر سپاہی دار و گیر
وہ دور تربتی سے جا گرا ایک جا
مرغ بسمل کی طرح تڑپا وہین
کچھ بھی اُس درویش کے آثار دم
تھا زمین پر قطرہ خون گرا ؛

باسب آفت تا نہووے تجربہ باز
تا نہ ہو اس راز کی شہ کو خبر
ہے اس افشا مین ترے جی کا خطر
منع سے دو چند عشق اس کا ہوا
تاب کب آسکے دل بیتاب کو
عقل کوسون بھاگتی ہے اس کو دور
عاقبت نے اس سے لی راہ گریز
راز غمازون نے اس کا آشکار
جس سے آتش ہو گیا وہ شوخ سنگ
غصہ مین آگ سا بگولہ بنا
قتل کر اس بیدل ناشاد کو
جو مجھے رسوا زمانہ مین کیا
یاوہ گوئی سے وہ بچنے کا نہین
عذر خواہی سے ہوئی خلقت حزین
لیگئے درویش کو کرکے اسیر
سر گیا درویش کا تن سے جدا
خون سے اوسکے ہوگئی رنگین زمین
جان دینے مین رہا ثابت قدم
نقش حرف نام پاک دلربا

جو ہوا قطرہ زمین پر جا بجا گیر
تھا وہ شہزادہ کا نام دل پذیر

کر دیا لوح زمین کو اک قلم
خون سے شہزادہ کا نام اسنے رقم

چرخ بوقلمون نے اوس کی ہی عجب
نقش اک ظاہر کیا ہے اے حبیب

کاٹا جب خنجر سے سر درویش کا
اوس فقیر خستہ دل ریش کا

گیند کے مانند سر غلطان ہوا
لوٹتا پھرتا رہا وہ جا بجا

تھی کھڑی اوس جا پہ جو خلق خدا
گرد اون کے حلقہ زن وہ سر ہوا

ہو کے قربان گرد اونکے سات پا
دیکھکر سب کو بچشم اشکبار

خون چکان آخر زمین پر لوٹتا
شہر کی جانب روان وہ سر ہوا

پیچھے پیچھے خلق با خیل و سپاہ
آگے آگے سر روان با درد و آہ

دیکھکر یہ طرفہ نادر ماجرا
جو وہان حاضر تھا وہ حیران ہوا

رفتہ رفتہ پہونچا شہ کے گھر کے پاس
جبکہ خلقت تھی اُڑی ہوش و حواس

جسمین رہتا تھا وہ زیبا نازنین
رفتہ رفتہ آخرش پہونچا وہین

بادشاہ سنتے ہی اس احوال کو
آپ آیا سر کے استقبال کو

یا زبان حال کہتا تھا وہ سر
ہو نہین مشتاق وصال اے بے خبر

گیند سا پھرتا تھا جو سر سو لہو
شاہزادہ کی فقط تھی جستجو

چشم سے حسرت کی شہ نے کی نظر
اور [illegible] فقیر کشتہ سے شہزادہ پر

کچھ تامل کار دل مین سوچکر
لایا شہزادہ کو گھر مین سے پدر

اور کہا اس سر کو یا شوہر اٹھا
الغرض اب اسکا کہین کم ہو ذرا

اس کے سر مین طپش ہے کسقدر
[illegible] الغرض [illegible] اثر

برخلاف طبع جو اُس سے ہوا
عشق کے ہین کام اوس کے بھی سوا

تو اگر اس سر کو روکے گا نہین
یہ کسی جا پر نہ ٹھہریگا کہین ::

عشق کی تاثیر الفت کا اثر ::
کچھ نہین ہو قوت تنہا وقت پر

کہربا دل سے فدا ہے کاہ پر
گر ذرا اوسکی کشش پر تو نظر

دیکھ حال اے جان مغناطیس کا
کیا ہی اسکا جذب ہی آہن بار

کوہ مین گر ہو تو مثل چور چھپا
کب بدخشان مین ہو لعل بے بہا

گر صدف کو عشق پانی کا نہو ::
قطرہ قطرہ گوہر یکتا نہ ہو ::

اس جہان کے کام کا سب انتظام
عشق ہی پر منحصر ہے والسلام

سر کو شہزادہ نے لیکر ہاتھ پر
اپنے سینہ پر رکھا با چشم تر ::

بعد اوسکے پہر نہ کی جنبش ذرا
مقصد قلبی جو تہا حاصل ہوا

اپنے پاؤن یار کے گھر سے گیا
آیا سر سے پاس دلبر کے گدا

شاہزادہ نے بعزو احترام
دفن کا اوسکے کیا پھر احترام

دیکھکر یہ حال وہ جان جہان
اسقدر رویا کہ یارب الامان

اپنی اس حرکت سے وہ نادم ہوا
سود کیا جب تیر زہ سے چل گیا

اتنا رویا غم مین اوسکے ماہرو
دہو دیا آب اشک سے سر کا لہو

اشک سے اپنے دیا نالہ بہا
پھر اوسی پانی سے غسل اسکو دیا

آخرش رومال مین دہر کر وہ سر
دفن بار سے کر دیا بیرون در

پھر وہان اک خانقاہ آسا بنا
گرد مرقد کے مکان دل فزا

لذت دنیا کو آخر چھوڑ کر ::
بیٹھا اوس مرقد پہ وہ زیبا پسر

سر کیا جب راہ دلبر مین فدا
ایک سر کیا ہے ہزارون سر فدا

وصل تب معشوق کا اسکو ہوا
گر کرے دلبر پہ اپنے سب بجا

جان اور تن کو کرے تاراج عقل
تو سمجھ اوسکو کہ ہے معراج عشق